معاشرتی امن کے قیام اور جرائم کی روک تھام کے لیے یہودیت اور اسلام کا تصور سزا: ایک تقابلی جائزہ

The Concept of Punishment in Islam and Judaism for maintaining peace and curbing crimes in Society: A Comparative Analysis

ڈاکٹر نظام الدین[i] ڈاکٹر حافظ صالح الدین[ii] محمد عادل[iii]

Abstract

Maintaining peace and curbing crimes without any discrimination has been the informal need of the all Human beings. This can be judged from the fact that after the completion of the construction of "Ka`aba", the Prophet Ibrahim (A.S) prayed to Allah for the preservation of peace in the world. Imam Ghazali has prescribed the peace as the main objective of Sharia`h. He says,"the objectives of Sharia in respect of the creatures are, protection of religion, Life, Human Intellectual ability, Honor & Property. The word "peace"refers to the assurance of protection of all these objectives.In order to reduce the crime rate and maintain sustainable peace in the world, the Semetic religions have spelled out two methods. One is to frighten them of the consequent punishment fixed for such crimes in the world hereafter. The other is to implement different punishment for various crimes in this life. The punitive actions fixed for crimes have always been different in different eras and religions. But in the current era, this is proclaimed in different Fora's that the punitive actions prescribed by Islam are very much severe and the same fall in the violation of human rights. Hence the need has arisen to compare the methods of Islamic punishment with those which are found in Judaism so that the reality behind the said concept may be ascertained. Aforesaid in view, this effort has been made to highlight the executions of punishments in both the religions. More over it shall uncover the real picture of allegations regarding the Islamic concept of punishment.

Key Words: Islam, Judaism, Concept of Punishment, Society, Peace

---

i ڈیمانسٹریٹر (اسلامیات)، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

ii ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

iii پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

امن کا حصول اور جرائم کی روک تھام بلا تفریقِ مذہب کے تمام انسانوں کی یکساں ضرورت ہے۔اس بات کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ کے ساتھ امن کی دعا مانگی:

رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا[1]

"اے پروردگار اس جگہ کو امن کا شہر بنا۔"

جب کہ امام غزالی نے امن کو مقصود شرع قرار دیتے ہوئے فرمایا:

مقصود الشرع من الخلق خمسة وهو أن يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم[2]

"مخلوق سے مقصود شرع پانچ ہیں: یہ کہ ان کے دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کی جائے۔"

امام غزالی نے جن پانچ چیزوں کی حفاظت کو مقصود شرع کہا ہے ان کی حفاظت ہی امن کہلاتی ہے۔

جرائم کی روک تھام کر کے امن کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے ادیان سماوی میں درج ذیل دو طریقے اپنائے گئے ہیں:

پہلا طریقہ جرائم پر اخروی عذاب سے ڈرانا ہے جب کہ دوسرا طریقہ دنیا ہی میں جرائم پر مختلف سزائیں مقرر کرنا ہے جرائم پر مقرر دنیوی سزائیں مختلف ادوار و مذاہب میں مختلف رہی ہیں۔لیکن عصر حاضر میں مختلف فورمز پر دین اسلام کی شرعی سزاؤں کے متعلق یہ بات تسلسل کے ساتھ کہی جارہی ہیں کہ یہ انتہائی سخت اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتی ہیں اس لئے یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ اسلام کی شرعی سزاؤں کے طریقوں کا دیگر ادیان میں مشروع طُرقِ سزا سے تقابل کر کے مذکورہ بالا تصور کی حقیقت معلوم کی جاسکے۔اسی مقصد کے لئے زیرِ نظر آرٹیکل میں یہودیت اور اسلام میں ماٰخذ قانون کا تعارف اور مشروع طُرقِ سزا کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ حقیقت تک رسائی میں آسانی ہو اور اسلام کے خلاف اس بے بنیاد پروپیگنڈے کی قلع قمع ہو جائے۔

یہودیت کے مآخذ قانون

یہودی شریعت میں مآخذ قانون دو کتب ہیں: (۱) عہد قدیم (۲) تالمود

عہد قدیم

عہد قدیم کو عہد نامہ عتیق بھی کہا جاتا ہے۔یہ مختلف مقدس صحیفوں کا مجموعہ ہے۔علمائے یہود نے اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔پہلے حصے کو تورات کہا جاتا ہے اور یہ پانچ کتابوں پر مشتمل ہیں جسے کتب خمسہ موسوی کہا جاتا ہے۔ان کتب خمسہ

کو قانون موسوی(Law of Moses) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ان کتب خمسہ میں پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثنیٰ شامل ہیں۔ مذہبی قوانین کے اعتبار سے استثنیٰ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے[43]۔

دوسرا حصہ بائیس(۲۲) اور تیسرا حصہ بارہ(۱۲) کتب پر مشتمل ہے۔ اس طرح عہد قدیم کل انتالیس(۳۹) کتب پر مشتمل ہے[5]۔

تالمود

یہودی شریعت کے قوانین کا دوسرا ماخذ تالمود ہے جسے تلمود بھی کہا جاتا ہے۔ یہود کا عقیدہ ہے کہ تالمود سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر تورات کے علاوہ زبانی طور پر ملنے والے احکامات کا ایک مجموعہ ہے۔ یہ روایات آپؑ کی وساطت سے سیدنا ہارون علیہ السلام کو ملیں۔ جس کے بعد ان روایات کو زبانی طور پر یاد رکھنے کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ یہ یہودیت کی واحد کتاب ہے کہ جس میں اقوال کو مکمل سند کے ساتھ جمع کیا گیا ہے[6]۔ ربی یہودا نے تیسری صدی قبل مسیح میں ان زبانی روایات کو باقاعدہ تحریری صورت میں مرتب کیا اور اسے مشنا(Mishnah) کا نام دیا[7]۔ پھر مزید توضیح و تشریح کے عمل سے گزارنے کے بعد اسے جمارہ یا گیمارہ(Gemarah) کا نام دیا گیا۔ عام طور پر اسی حصے کو تالمود کہا جاتا ہے[8]۔ مشنا کے چھ حصے ہیں جو یہودی شریعت کے قوانین واحکامات پر مشتمل ہیں ان حصوں کو بالترتیب زراعیم، موعد، ناشم، نزیقین، کوداشیم، توہورتھ کے نام دیئے گئے ہیں[9]۔

شریعت اسلامی کے مآخذ قانون

شریعت اسلامی کے مآخذ قانون چار ہیں: (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول ﷺ (۳) اجماع (۴) قیاس[10]

کتاب اللہ

کتاب اللہ سے مراد قرآن کریم ہے، جس سے مراد وہ کتاب جو سیدنا محمد ﷺ پر نازل کی گئی، مصاحف میں لکھی گئی اور کسی شبہ کے بغیر تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے[11]۔ لیکن کتاب اللہ تمام کا تمام ماخذ قانون نہیں بلکہ اس کے صرف احکامات سے متعلق آیات سے قانون شریعت کا استنباط ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی صرف پانسو(۵۰۰) آیات ایسی ہیں جن سے احکام مستنبط کئے جاتے ہیں[12]۔

سنت رسول ﷺ

سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور تصویبات ہیں[13]۔ کتاب اللہ کی طرح سنت رسول ﷺ کا بھی تمام مجموعہ قانون شریعت کا ماخذ نہیں بلکہ ماخذ شریعت صرف وہ احادیث ہیں جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ ایسی احادیث کی تعداد صرف تین ہزار(۳۰۰۰) ہے[14]۔

اجماع امت

اصولیین کی اصطلاح میں کسی ایک زمانے میں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں سے مجتہدین کا حکم شرعی پر متفق ہونا اجماع کہلاتا ہے[15]۔ اجماع چاہے قول کے ساتھ ہو یا فعل اور سکوت کے ساتھ ہو، ہر حال میں معتبر ہوتا ہے۔

قیاس

اصولیین کے نزدیک حکم اور علت کے اعتبار سے فرع کا اندازہ اصل سے لگانے کو قیاس کہتے ہیں[16]۔

یہودیت اور اسلام کے ماٰخذ شریعت میں طرق ہائے سزا

کسی بھی قانون میں عام طور سزا کی چار اقسام ہوتی ہیں: (۱) سزائے موت (۲) جسمانی سزا (۳) قید و جلاوطنی (۴) مالی سزا

1. سزائے موت

شریعت اسلامی اور یہودیت میں کئی جرائم پر موت کی سزا دی جاتی ہے۔ ذیل میں سزائے موت کے رائج طرق ذکر کئے جاتے ہیں:

أ. تلوار سے گردن اڑانا

سزائے موت کا سب سے معروف طریقہ تلوار کے ذریعے گردن اڑانا ہے۔ تلوار کے ذریعے سزائے موت رسول اللہ ﷺ کے فرمان:

لا قود إلا بالسيف[17]

"قصاص تلوار ہی کے ذریعے لی جائے گی۔"

سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں آتا ہے:

لكل شيء خطأ إلا السيف[18]

"تلوار کے علاوہ ہر چیز کے لئے خطا ہے۔"

اس حدیث میں قصاص تلوار کے ذریعے لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

یہودیت کے مقدس کتب میں بھی تلوار کے ذریعے سزائے موت دینے کی مثالیں موجود ہیں جیسے عہد قدیم کے استثنیٰ باب ۱۳ میں غیر معبودوں کی عبادت کرنے والوں کے متعلق کہا گیا کہ تحقیق کے بعد جرم ثابت ہو جائے تو:

"تم اس شہر کے سب باشندوں کو تلوار کے ذریعے مار ڈالنا[19]۔"

تالمود میں تلوار کے ذریعے سزائے موت دینے کا حکم موجود ہے۔ ہر وہ شخص جو قاتل ہو اسے تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اتارا جائے گا[20]۔

عہد قدیم میں دوسری جگہ بھی تلوار سے سزائے موت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ احبار باب ۲۰ میں عاملوں کے سامنے جھکنے والے اور ان کی طرف رجوع کرنے والے کے متعلق کہا گیا کہ:

"میں اسے اس کے لوگوں میں سے کاٹ ڈالوں گا[21]۔"

اس میں صراحتاً تو تلوار کا ذکر نہیں مگر کاٹ ڈالنے سے شاید تلوار کی طرف اشارہ ہے۔

ب. رجم

رجم یا سنگسار کرنے سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کا ایک ہجوم پتھر مار کر مجرم کو موت کے گھاٹ اتارے۔ شریعت اسلامی میں صرف زنا بعد الاحصان ایسا جرم ہے کہ جس کی سزا رجم ہے۔ جس کا ثبوت یہ حدیث ہے:

خذوا عني خذوا عني قد جعل الله لهن سبيلا البكر بالبكر جلد مائة ونفي سنة والثيب بالثيب جلد مائة والرجم[22]

"مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالی نے ان عورتوں کے متعلق حکم دے دیا کنوارے مرد اور کنواری عورت کو سو کوڑے مارو اور انہیں ایک سال کے لئے ملک بدر کر دو اور شادی شدہ مرد و عورت کو کوڑے مارو اور سنگسار کر دو۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے جب زنا کے مقدمے میں رجوع کیا گیا تو آپ نے سیدنا انیسؓ[23] سے فرمایا:

فإن اعترفت فارجمها[24]

"اگر وہ عورت اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کر دیا جائے۔"

جب کہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ سے دو یہودیوں کے رجم کا حکم دینا بھی ثابت ہے[25]۔

شریعت اسلامی کے برعکس یہودی شریعت میں کئی جرائم پر رجم کرنے کی سزا مقرر ہے۔ جیسے عہد قدیم میں استثنیٰ باب ۲۳ میں زانی مرد و عورت کے متعلق حکم دیا گیا کہ ان دونوں کو شہر کے پھاٹک پر لے آنا اور انہیں سنگسار کر کے مار ڈالنا[26]۔ اسی طرح گنتی باب ۱۵ میں سبت توڑنے پر سیدنا موسیٰؑ نے ایک شخص کے متعلق سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا اور لوگوں نے لشکر گاہ کے باہر اس کو سنگسار کر کے مار دیا[27]۔ استثنیٰ باب ۲۱ میں ایسے نافرمان بیٹے جس پر نصیحت اثر نہ کرے کے متعلق سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا ہے[28]۔ احبار باب ۲۰ میں عاملوں اور روحوں سے بات کرنے کا دعویٰ کرنے والوں کے متعلق بھی سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا[29]۔ احبار باب ۲۴ میں خداوند کے نام پر کفر بکنے والے کے لئے بھی رجم کی سزا تجویز کی گئی ہے[30]۔

تالمود میں ماں اور ساس سے بدکاری، خداوند کے نام کی بے حرمتی، بتوں کی عبادت، سبت توڑنے، جادوں کرنے وغیرہ جرائم کی سزا سنگساری مقرر کی گئی ہے [31]۔

شریعت اسلامی میں رجم کی سزا صرف شادی شدہ مرد و عورت کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ جب کہ اس کے برعکس یہودیت میں زنا کے ساتھ دیگر کئی جرائم پر بھی رجم کی سزا مقرر ہے۔

ت. سولی چڑھانا

سزائے موت کے اس طریقے میں مجرم کو لکڑی کے ایک صلیب نما تختے سے باندھ کر یا اس کے جسم پر کیل ٹھونک کر اس وقت تک اس حالت میں رکھا جاتا جب تک مر نہیں جاتا۔ بعض اوقات نیزے سے اس کے پیٹ کو چیرا بھی جاتا ہے۔

شریعتِ اسلامی میں یہ سزا ڈاکہ ڈالنے اور بغاوت کے ساتھ خاص ہے۔ سزائے موت کے اس طریقے کا ثبوت سورۃ المائدۃ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا[32]

"جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں۔"

واضح رہے کہ قرآن کریم میں ڈاکہ ڈالنے کی سزا بیان کرتے ہوئے سولی چڑھانے کے ساتھ دیگر سزاؤں کا بھی ذکر ہے

یہودی شریعت میں سولی پر چڑھانے کی سزا اگرچہ موجود ہے، لیکن یہ کسی خاص جرم کی سزا نہیں بلکہ یہ سزا اس مجرم کے لئے تجویز کی گئی ہے جو سنگین جرائم میں ملوث ہو جیسے استثنیٰ باب ۲۱ میں آیا ہے کہ جب کوئی ملزم جس سے کوئی سنگین جرم سرزد ہوا ہو، مار ڈالا جائے اور اس کی لاش درخت سے لٹکائی جائے تو دیکھنا کہ اس کی لاش رات بھر درخت سے لٹکتی نہ رہے [33]۔

ث. آگ میں جلانا

یہودی شریعت میں آگ میں ڈال کر سزائے موت دینے کا حکم بھی موجود ہے۔ احبار باب ۲۰ میں بیٹی اور ماں کو نکاح میں بیک وقت جمع کرنے والے کے متعلق آگ میں ڈالنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"اگر کوئی آدمی کسی عورت اور اس کی ماں دونوں کو رکھے تو یہ بڑی خباثت ہے۔ وہ تینوں آگ میں جلا دیئے جائیں تاکہ تمہارے درمیان خباثت نہ رہے [34]۔ اسی طرح اگر کاہن کی بیٹی فاحشہ بن کر اپنے باپ کو رسوا کرے تو اس کے متعلق حکم دیا گیا کہ آگ میں جلا دی جائے [35]۔"

تالمود میں بھی کاہن کی فاحشہ بیٹی اور محارم کو نکاح میں جمع کرنے والے کے لئے آگ میں جلانے کی سزا تجویز کی گئی ہے[36]۔

یہودیت میں اگرچہ آگ میں ڈال کر سزائے موت دینے کا طریقہ موجود ہے، لیکن شریعت اسلامی میں نہ صرف آگ کے ذریعے سزا دینے کی شدید ممانعت آئی ہے، بلکہ اس پر شدید وعید بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث ہے:

لا يعذب بالنار إلا رب النار[37]

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے آگ کے ذریعے عذاب دینا جائز نہیں۔"

یہودیت اور شریعت اسلامی میں سزائے موت کے طرق کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات واضح طور سامنے آئی ہے کہ شریعت اسلامی میں موجود تمام طرق پہلے سے یہودیت میں موجود تھیں۔ بلکہ یہودیت میں بعض ایسے طرق بھی موجود ہیں جس کی اسلامی شریعت میں ممانعت آئی ہے۔ اگرچہ بعض احادیث مبارکہ میں سزائے موت کے دوسرے طرق کا ذکر بھی ملتا ہے مگر وہ عام قانون کا حصہ نہیں بلکہ مخصوص حالات جاری ہونے کی وجہ سے وہ احکامات ان واقعات کے ساتھ خاص ہیں۔

ج. پھانسی دینا

یہودی شریعت میں پھانسی کے ذریعے سزائے موت دینے کا حکم پایا جاتا ہے۔ تالمود میں ماں باپ کو گالی دینے والے، کاہن کی بیٹی پر تہمت زنا، دوسرے کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرنے والے وغیرہ جرائم کی سزا پھانسی مقرر کی گئی ہے[38]۔

شریعت اسلامی میں پھانسی کی سزا کا تصور موجود نہیں۔ اگرچہ بعض اسلامی ممالک میں پھانسی بطور سزا نافذ رہی ہے لیکن شریعت کے مآخذ میں اس کے متعلق احکامات نہیں پائے جاتے ہیں۔

2. جسمانی سزا

شریعت اسلامی اور یہودیت میں بعض جرائم پر جسمانی سزا دی جاتی ہے۔ ذیل میں جسمانی سزاؤں کی صورتوں پر بحث کی جائے گی۔

أ. کوڑے مارنا

شریعت اسلامی میں کئی جرائم کی سزا کوڑے مارنے کی صورت میں دی جاتی ہے، جیسے غیر شادی شدہ زانی کے متعلق سورۃ النور میں حکم دیا گیا ہے کہ انہیں سَو(۱۰۰) کوڑے مارے جائیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ[39]

"بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو" کوڑوں کی یہ مقدار زنا کے لئے حد شرعی ہے[40]۔

اسی طرح پاکدامن مؤمنوں پر زنا کی تہمت لگانے والا اگر اپنے دعویٰ کو گواہوں کے ذریعے سچا ثابت نہ کر سکا تو اس پر اسی (۸۰) کوڑے مارنے کا حد شرعی جاری کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً[41]

"اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں پر بدکاری کا عیب لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی درے مارو۔"

شریعت کی اصطلاح میں اس کو حد قذف کہتے ہیں۔

بعض جرائم کے لئے کوڑوں کی سزا اجماع امت سے ثابت ہے جیسے شراب پینے پر اسی کوڑے مارنے کی سزا صحابہؓ کے اجماع سے ثابت ہے[42]۔

یہودی شریعت میں کسی پاکدامن عورت پر بغیر ثبوت کے زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے کوڑوں کی سزا مقرر ہے۔ استثنٰی باب ۲۲ میں پاکدامن پر تہمت لگانے والے کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ شہر کے بزرگ اسے پکڑ کر کوڑے لگوائیں، لیکن کوڑوں کی کوئی مقدار بیان نہیں کی گئی ہے[43]۔

عہد قدیم میں ایک اور مقام پر اس سزا کے تذکرے کے وقت کسی خاص جرم کی تعین نہیں کی گئی بلکہ کہا گیا کہ قاضی کے سامنے ملزم پیش ہو تو جو بے گناہ ہو اسے چھوڑ دیا جائے اور گنہگار کو اپنے سامنے لٹا کر جرم کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے کوڑے لگوائیں۔ لیکن یہ کوڑے چالیس سے زائد نہ ہو[44]۔ جبکہ تالمود میں بھی جھوٹی گواہی دینے والے کو اسی (۸۰) کوڑے مارنے کی سزا تجویز کی گئی ہے[45]۔

یہودیت اور اسلامی شریعت دونوں میں پاکدامن خواتین و حضرات پر تہمت لگانے کی سزا کوڑوں کی شکل میں دینا ثابت ہے۔ لیکن قرآن کریم میں واضح طور پر اسی (۸۰) کوڑوں کی تعین موجود ہے جبکہ عہد قدیم میں کوئی خاص مقدار ذکر نہیں البتہ ایک اور مقام پر یہ کہا گیا ہے کہ مجرم کو کسی بھی جرم میں چالیس سے زائد کوڑے نہ مارے جائیں۔

اعضاء کاٹنا

شریعت اسلامی میں بعض جرائم کی سزا اعضاء کے کاٹنے کی صورت میں دی جاتی ہے، جیسے چوری کرنے والے کے متعلق قرآن کریم کی سورۃ المائدۃ میں ہاتھ کاٹنے کا حکم ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا[46]

"اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔"

اسی طرح اگر ڈاکو نے محض چوری کی ہو قتل نہ کیا ہو تو اس کے لئے ہاتھ پھیر کاٹنے کی سزا مقرر کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ[47]

"جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔"

قصاص کی صورت میں بھی مجرم کے وہ اعضاء کاٹے جائیں گے جو اس نے مدعی کے کاٹے ہوں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ[48]

"اور ہم نے ان لوگوں کے لیے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے۔"

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا کہ قصاص کا حکم ہم نے بنی اسرائیل کو دیا تھا۔ لیکن چونکہ شریعت اسلامی میں بھی اسی حکم کو برقرار رکھا گیا لٰہذا یہ آیت اسلامی قانون کا بھی حصہ ہے۔

یہودیت میں اعضاء کاٹنے کی سزا کا تذکرہ قرآن کریم کی آیت میں گزر چکا ہے۔ یہی حکم عہد قدیم میں بھی موجود ہے جیسے استثنٰی باب ۱۹ میں قصاص کا تذکرہ موجود ہے:

"تم کبھی ترس مت کھانا جان کے بدلے جان، آنکھ کا بدلہ آنکھ، دانت کا بدلہ دانت، ہاتھ کا بدلہ ہاتھ، پاؤں کا بدلہ پاؤں[49]۔"

اسی طرح احبار باب ۲۴ میں بھی یہی حکم ہوا ہے:

"ہڈی توڑنے کے بدلے ہڈی توڑنا، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت اور جیسے اس نے دوسرے کو زخمی کیا ہے ویسے ہی اسے زخمی کیا جائے گا[50]۔"

عہد قدیم میں یہی حکم دیگر مقامات پر بھی موجود ہے۔

یہودی شریعت میں قصاص کے علاوہ دیگر جرائم میں بھی اعضاء کاٹنے کی سزا موجود ہے جیسے استثنٰی باب ۲۵ میں کہا گیا

"جب دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہوں اور ان میں سے ایک کی بیوی اپنے خاوند کو اس حملہ آور سے بچانے کے لئے آجائے اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس غیر مرد کا عضو تناسل پکڑ لے تو تم اس عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالنا اور اس پر ترس نہ کرنا[51]۔"

یہودیت اور شریعت اسلامی میں اعضاء کاٹنے کی سزا موجود ہے۔ بطور قصاص تو دونوں شریعتوں میں یہ سزا یکساں طور پر نافذ ہے۔ لیکن شریعت اسلامی میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے جبکہ یہودیت میں عورت کا غیر مرد کا عضو تناسل پکڑنے کی سزا ہاتھ کاٹنے کی صورت میں دی جاتی ہے۔

(۳) قید و جلاوطنی

شریعت اسلامی میں قید کی سزا موجود ہے۔ لیکن اس کے لئے کسی خاص جرم کا تعین نہیں کیا گیا بلکہ حاکم جس کو مناسب سمجھے تعزیر[52] کے طور پر قید میں رکھ سکتا ہے۔ قرآن کریم میں قید کی مشروعیت پر دلائل موجود ہیں جیسے سورۃ محمد میں جنگ کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے قتل سے بچنے والوں کو قید کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ[53]

"جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنیں اُڑا دو۔ یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو جو زندہ پکڑے جائیں ان کو مضبوطی سے قید کر لو۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک حدیث مبارک میں قید کی مشروعیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جس کے پاس قرض ادا کرنے کو ہو اس کا تاخیر کرنا اس کی عزت اور سزا (قید) کو حلال کرتا ہے[54]۔"

یہودی شریعت میں بھی قید کی سزا موجود ہے۔ لیکن اس میں بھی کسی خاص جرم کا تعین نہیں کیا گیا۔ تالمود میں کئی مقامات پر قید کی سزا کا تذکرہ ملتا ہے، ایک مقام پر ایسے شخص کو قید کرنے کا حکم ہوا ہے جس نے قتل کیا ہو[55]۔

شریعت اسلامی اور یہودیت دونوں میں قید کی سزا موجود ہے لیکن دونوں شرائع میں قید کی سزا کی بابت کسی خاص جرم کا ذکر نہیں کیا گیا۔

شریعت اسلامی میں جلاوطنی کی سزا کا تصور پایا جاتا ہے۔ سورۃ المائدۃ کی آیت ملاحظہ ہو:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ[56]

"جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔"

اس آیت کریمہ میں ڈاکے کی سزا میں دیگر سزاؤں کے ساتھ جلاوطنی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث مبارک میں جلاوطنی کو حد زنا کا حصہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

أنه أمر فيمن زنى ولم يحصن بجلد مائة وتغريب عام[57]

"رسول اللہ ﷺ نے غیر شادی شدہ زانی کے متعلق سو(۱۰۰) کوڑوں اور ایک سال جلاوطنی کا حکم دیا۔"

لیکن ائمہ کے نزدیک جلاوطنی حد زنا میں شامل نہیں بلکہ سیاست پر محمول ہے یعنی اگر حاکم مناسب سمجھے تو حد کے ساتھ جلاوطنی کی سزا بھی دے[58]۔

یہودیت میں بھی جلاوطنی کی سزا کم پایا جاتا ہے۔تالمود میں جلاوطنی کی سزا اس شخص کے لئے مقرر کی گئی ہے کہ جو کسی کے قتل میں بذات خود تو شریک نہ ہوا ہو لیکن قتل کا سبب بنا ہو[59]۔

یہودی اور اسلامی دونوں شریعتوں میں جلاوطنی کی سزا کا تصور پایا جاتا ہے لیکن شریعت اسلامی میں اس کو حاکم کے اختیار میں دیا گیا ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو کسی کو تعزیراًوسیاستًہ جلاوطن کر سکتا ہے۔

(۴)مالی سزائیں

شریعت اسلامی میں بعض جرائم میں مجرم کو مالی سزائیں بھی دیئے جانے کا حکم موجود ہے جیسے مقتول کے ورثا قاتل سے قصاص کی بجائے دیت کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔یہ ایک قسم کی مالی سزا ہے کیونکہ اس میں مجرم سزائے موت، جسمانی سزا اور قید سے محفوظ رہ کر جرم کے بدلے اپنا مال متاثرہ لوگوں کو دیتا ہے۔رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت میں دیتِ نفس کی مقدار سو(۱۰۰) اونٹ نقل کی گئی ہے[60]۔جبکہ مختلف زخموں میں دیت کی مقدار اونٹوں کی مختلف تعداد احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

یہودی شریعت میں بھی بعض جرائم میں مالی سزائیں مقرر ہیں جیسے عہد قدیم میں بھیڑ یا بیل چوری کر کے ذبح کرنے والے کے متعلق حکم دیا گیا کہ بیل کے بدلے چور سے چار بیل اور بھیڑ کے بدلے پانچ بھیڑیں لی جائیں[61] اور اگر جانور زندہ واپس مل جائے تو جانور کی قیمت کا دوگنا چور سے لیا جائے گا[62]۔اسی طرح کسی گھر چوری کرنے کی سزا یہ ہے کہ چوری شدہ مال کا دوگنا ادا کرے گا[63]۔

احبار باب ٦ میں مختلف قسم کی دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی چیز واپس مل جائے تو اس کا معاوضہ اور اس چیز کے قیمت کا پانچ گنا صاحب مال کو بطور سزا ادا کرے گا[64]۔

خلاصۂ بحث

شریعت اسلامی کی اکثر مشروع سزائیں پہلے سے یہودی شریعت کا حصہ رہی ہیں۔ یہودیت میں بعض ایسی سزائیں بھی موجود ہیں جن کو شریعت اسلامی نے ممنوع قرار دیا ہے۔ دونوں شرائع میں بعض سزائیں ایسی مشترک ہیں جن کو ہر صورت نافذ کیا جائے گا۔ ایسی سزائیں بھی دونوں شریعتوں کا حصہ ہیں جن کا اختیار حاکم کو دیا گیا ہے یعنی ان کا نفاذ اور مقدار دونوں حاکم مقرر کرے گا۔ دونوں شریعتوں میں سزاؤں کے نفاذ کا اصل مقصد مجرم کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے نہیں بلکہ معاشرے کے امن وامان کو یقینی بنانے کے لئے ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃالبقرۃ2: 126
2 امام غزالی، محمد بن محمد، المستصفیٰ1: 174، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1993ء
3 پروفیسر مولانا یوسف خان، تقابل ادیان: 182، بیت العلوم، لاہور، 2006ء
4 عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب: 269، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، 1986ء
5 چوہدری غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ: 365، علمی کتب خانہ، لاہور، 1988ء
6 تقابل ادیان: 185
7 مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ: 398
8 لیوس مور ترجمہ یاسر جواد، سعدیہ جواد، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، :104، المطبعۃ العربیۃ، لاہور، 2003ء
9 محمود الساموک، مہدی علی الشمری، الادیان فی العالم، :94، مکتبۃ المھتدین الاسلامیۃ للمقارنۃ الادیان (س۔ن)
10 احمد بن محمد بن اسحاق الشاشی، اصول الشاشی 1: 13، دار لکتاب العربی، بیروت (س۔ن)
11 التفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، شرح التلویح علی التوضیح 1: 46، مکتبۃ صبیح، مصر (س۔ن)
12 عبد الرحیم بن الحسن بن علی الاسنوی، نہایۃ السوال 1: 398، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1999ء
13 ملاجیون، شیخ احمد بن ابی سعید بن عبید اللہ الحنفی، نور الانوار: 175، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، (س۔ن)
14 محمد بن عبد اللہ ابو بکر بن العربی، المحصول 1: 135، در البیارق، عمان، 1999ء
15 ابو علی الحسن بن شہاب، رسالۃ فی اصول الفقہ 1: 62، المکتبۃ المکیۃ، مکۃ المکرمۃ، 1992ء
16 نور الانوار: 228
17 سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، باب لا قود الا بالسیف، حدیث (2667)
18 مسند احمد، مسند الکوفیین، حدیث النعمان بن بشیر، حدیث (18395)
19 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ 13:15

20 تالمود4: 169

21 عہد نامہ عتیق، احبار،20: 14

22 صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنا، حدیث(1690)

23 اس حدیث مبارک میں مذکور صحابی سیدنا انیسؓ کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے بعض کے نزدیک ان کا اصل نام انیس بن مرثد تھا، جو فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ۲۰ ہجری میں وفات پائے۔ جبکہ بعض کے نزدیک اس صحابی کا اصل نام انیس بن ضحاک الاسلمی تھا۔ عمرو بن سلیم نے آپ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک پہلا قول غلط ہے کیونکہ وہ انیس ابن ابی مرثد غنوی ہے اور حدیث میں جس انیس کا ذکر ہے وہ انیس الاسلمی ہے۔ اس لئے انہوں نے دوسرے قول کو صحیح کہا ہے۔(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 1؛113۔۔۔الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ 1: 287)

24 صحیح البخاری، کتاب الحدود، باالاعتراف بالزنا، حدیث(6827)

25 سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب رجم الیہودی والیہودیۃ، حدیث(2556)

26 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ،23: 24

27 عہد نامہ عتیق، گنتی،15: 36

28 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ،21: 18

29 عہد نامہ عتیق، احبار،20 :27

30 عہد نامہ عتیق، احبار24: 14

31 تالمود4: 170

32 سورۃ المائدۃ5: 33

33 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ،21: 22

34 عہد نامہ عتیق، احبار،20: 14

35 عہد نامہ عتیق، احبار،21: 9

36 تالمود،4 :189

37 سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب کراہیۃ حرق العدو بالنار، حدیث(2673)

38 تالمود،4 :187

39 سورۃ النور24: 2

40 حد کی جمع حدود آتی ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں حدود سے مراد وہ سزائیں ہیں جو حق اللہ کے طور پر متعین کی گئی ہو اور جس میں کسی کو بھی کمی و بیشی کا اختیار نہ ہو۔ ائمہ کے نزدیک حدود اللہ کی تعداد پانچ ہیں۔(الجرجانی، علی بن محمد بن علی الزین الشریف ، کتاب التعریفات 1: 83، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1983ء)

41 سورۃ النور24: 4

42 ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع5: 113، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1986ء

43 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ،22 : 18

44 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ،25 :1تا3

45 تالمود،5 :194

46 سورۃ المائدۃ5: 38

47 سورۃ المائدۃ5: 33

48 سورۃ المائدۃ5: 45

49 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ19: 21

50 عہد نامہ عتیق، احبار،24: 20

51 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ،25: 11

52 تعزیر سے مراد وہ سزائیں ہیں جو حد کے علاوہ ہو اور جس کی مقدار حاکم کے اختیار میں ہوتا ہے کہ وہ حسب مصلحت جتنی سزا چاہے دے سکتا ہے (کتاب التعریفات 1: 62)

53 سورۃ محمد47: 4

54 سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب الحبس فی الدین والملازمۃ، حدیث (2427)

55 تالمود4 :181

56 تالمود4 :181

57 صحیح البخاری، کتاب الشہادات، باب شہادۃ القاذف والسارق والزانی، حدیث (2649)

58 بدائع الصنائع7: 39

59 تالمود،5: 199

60 سنن الترمذی، ابواب الدیات، باب ماجاء الدیۃ کم ھی من الابل، حدیث (1387)

61 عہد نامہ عتیق، خروج،22 :1

62 عہد نامہ عتیق، خروج،22 :4

63 عہد نامہ عتیق، خروج،22 :9

64 عہد نامہ عتیق، احبار،6 :1تا5